مولائے صلِ وسلم دائماً ابداً　　**درسِ حدیث**　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

''کشف'' ظاہری چیز ہے، موت کے وقت کی حالت کا اعتبار ہوتا ہے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہمیشہ غالب رہے

برائی سے روکنا ضروری ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 55 سائیڈ B 1986 - 02 - 07)

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین امابعد !

حضرتِ آقائے نامدار ﷺ کے ساتھ ایک جگہ کچھ صحابہ کرام تھے بظاہر یہ سفر کی بات معلوم ہوتی ہے تو وہاں پڑاؤ ڈالا تو لوگ آس پاس سے گزرنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا مَنْ ھٰذَا یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ ابوہریرہ یہ کون ہیں؟ گزرنے والے کے بارے میں پوچھا، خود نہ دیکھ رہے ہوں گے جیسے آدمی لیٹا ہوا ہو اُسے یہ احساس ہوتا ہے کہ کوئی گزرا ہے۔ تو میں بتلا دیتا تھا کہ یہ فلاں صاحب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ یہ اچھا آدمی ہے نِعْمَ عَبْدُ اللّٰہِ ھٰذَا یہ اللہ کا اچھا بندہ ہے اِسی طرح پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا تو یہ اِرشاد فرمایا بِئْسَ عَبْدُ اللّٰہِ ھٰذَا یہ اللہ کا اچھا بندہ نہیں ہے۔

کسی کے اچھے یا برے ہونے کا دعوی ہر کوئی نہیں کرسکتا :

ایسی باتوں کا حق جو تھا وہ صرف جنابِ رسول اللہ ﷺ کو تھا آپ کو وحی کے ذریعہ قطعی بات

معلوم ہو جاتی ہے۔ ہمیں ایسی باتیں کہنے کی اجازت نہیں ہے۔

''کشف'' ظنی گمانی چیز ہے :

کیونکہ اگر کوئی ولی ہے اور اُسے کشف ہوتا ہے تو کشف بھی ظنی چیز ہے گمان کی چیز ہے ایک، وہ قطعی چیز نہیں ہے۔

خاتمہ کے وقت کی حالت کا اعتبار ہوتا ہے :

دُوسرے یہ کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اِرشاد فرمایا ہے کہ ایک آدمی بُرے کام کرتا رہتا ہے اور جب خاتمہ کا وقت آتا ہے تو وہ نیک کاموں پہ لگ جاتا ہے توبہ کر لیتا ہے اچھا خاتمہ نصیب ہو جاتا ہے چاہے اُس کی وجہ یہی ہوتی ہو کہ اُس کے دل میں باطن میں کوئی خوبی ہوگی مخفی ایسی کہ جس پر نظر نہیں جاتی دیکھنے والے کی، وہ خدا اور وہ بندہ ہی جان سکتا ہے۔ تو ایسے بہت ہوتا ہے کہ گنہگار آدمی تنہائی میں روتے ہیں ملامت کرتے ہیں اپنے آپ کو، یہ جو تنہائی میں ملامت کرنا ہے پچھتانا ہے رونا ہے یہ تو خوبی ہے یہ دُوسروں کو تو نظر نہیں آرہی لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں وہ ہی کسی وقت تقویت پکڑ جاتی ہے اور خاتمہ اچھا ہو جاتا ہے اور اِسی طرح اِس کا اُلٹ بھی ہوتا ہے کہ آدمی نیکیاں ہی کرتا ہوا نظر آتا ہے لوگ اچھا ہی سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جان سکتے ہیں کہ نیکیاں کس نیت سے کر رہا ہے اگر دِکھاوے کی نیت سے کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَآءِ عَنِ الشِّرْکِ میں تو بہت بے نیاز ہوں شرک سے، جو کوئی شریک کرتا ہے کسی اور کو دِکھاوے کی خاطر کرتا ہے کسی کے لیے کوئی عمل وہ اُس کا ہی ہے وہ میرے لیے نہیں ہے میں اُسے اپنے لیے نہیں قرار دُوں گا تو خدا کے یہاں وہ مقبول ہی نہیں۔

اَب ایک آدمی ہے جو مریدوں میں جاتا ہے تو روزے ہی رکھتا ہے نفلیں ہی پڑھتا ہے کچھ اَور کرتا ہے اور حقیقتاً منشا اُس کا صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ مجھے دیکھ لیں لوگ میری بزرگی مان لیں یہ ذہن میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں حق تعالیٰ تو جانتے ہیں کہ اِس کے عمل کا کتنا وزن ہے اور یہ کس لیے کر رہا ہے؟ وہ غیر مقبول ہو جاتا ہے عمل اور اُس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے معاذ اللہ کہ جیسے جیسے اُس کی موت کا وقت قریب آتا ہے موت کے سال نزدیک آتے ہیں بجائے اچھائی کے بُرائی میں وہ دلچسپی لینی شروع کر دیتا ہے خاتمہ اچھا نہیں ہوتا معاذ اللہ، تو اپنے آپ کو جو آدمی اچھا سمجھ کر کوئی کام کرتا ہو وہ بس خطرے کی چیز ہے تو اِس کا پتہ ہمیں نہیں چل سکتا کہ کل یہ

آدمی کیا کرے گا، اور اپنے بارے میں بھی کہ کل میرا کیا حال ہوگا؟ تو جب خود اپنا پتہ نہیں ہے تو دُوسروں کے بارے میں اِس طرح کی بات کرنے کا حق کیسے کسی کو مل سکتا ہے؟ تو شریعت نے منع کر دیا۔ اور اِس طرح کے واقعات جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بتلا دیے سمجھا دیے قاعدے بھی بتلا دیے کہ اللہ کے یہاں عمل کا اور قبولیت کا قاعدہ یہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں غیر مقبول ہونے کا قاعدہ یہ ہے۔

برائی سے روکنا ضروری ہے :

اور جسے اِس حال میں دیکھو اُس کو ٹوکو ضرور بُرائی سے منع کرنا فرض ہے مگر یہ نہیں سمجھ سکتے آپ کہ یہ آدمی جو آج بُرائی میں مبتلا ہے جسے میں ٹوک رہا ہوں یہ خدا کی نظر میں بھی ہمیشہ کے لیے ایسا ہی خراب ہوگیا اس فیصلے کا حق نہیں ہے۔ بُرائی سے روکنا فرض ہے اور بُرائی ہی کو بُرائی سمجھے اُس آدمی کو بُرا نہ سمجھے وہ آدمی وہی ہو اور کل کو توبہ کر لے تو چاہیے یہ کہ وہ آپ کو اُتنا ہی محبوب ہو جائے جتنا توبہ کرنے سے پہلے وہ ناپسند تھا۔ ہاں رسول اللہ ﷺ کی بات بالکل اَور ہے اور حرفِ آخر ہے وہ اللہ کی بتائی ہوئی ہے وہ وحی ہے وہ ایک قطعی چیز ہوتی ہے۔ تو آپ دریافت فرماتے رہے وہ نام لیتے رہے اور آپ یہ اِرشاد فرماتے رہے۔ حکمت اِس میں یہ بھی ہوگی کہ دُوسروں کو بتانا بھی تھا[1] یعنی خود رسول اللہ ﷺ کو تو پتا تھا ہی اُن آدمیوں کو جانتے تھے اور اُن کو پہلے بھی دیکھا ہوا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اِتنے میں حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ گزرے، یہ قصہ ہوگا ۷ھ کے بعد کا کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو ۷ھ میں آئے حاضر خدمت ہوئے تو خالد ابن الولید رضی اللہ عنہ جب گزرے تو پوچھا یہ کون گزرا ہے؟ تو میں نے بتایا کہ یہ خالد ابن الولیدؓ ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ ''اللہ کی تلوار'' ہمیشہ غالب رہے :

تو اِرشاد فرمایا نِعْمَ عَبْدُ اللّٰہِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ[2] یہ بہت اچھے بندے ہیں اللہ کے خالد بن ولید اور یہ اللہ کی تلوار ہیں، اور بھی ہیں اللہ کی تلواریں اور اُن میں سے ایک تلوار یہ ہے تو ہے اِسی طرح کی بات۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جہاں بھی رہے ہیں غالب رہے ہیں جہاں بظاہر بچنے کا بھی امکان نہیں رہتا تھا اِتنے گھیرے میں آجاتے تھے وہاں بھی اِسی طرح، اور جہاد اِتنا پسند، طبیعت سے

---

[1] ایسے لوگوں کی برائی بیان کی جاسکتی ہے جن سے لوگوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو، یہ غیبت نہیں ہے۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

[2] مشکوۃ شریف ص ۵۸۱

اِتنی مناسبت جہاد کو کہ اُس کے لیے وہ خطرناک ترین سفر بھی کر لیتے تھے ایسا سفر کہ خدا جانے پہنچ سکیں یا نہ پہنچ سکیں جب یہ یرموک کا معرکہ ہوا ہے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی سرکوبی کرتے ہوئے چلے گئے جنہوں نے دُوسرے (جھوٹے) نبیوں کو ماننا شروع کر دیا تھا اُن کو ختم کیا، زکوٰۃ کے مانعین کو، اِرتداد میں مبتلا لوگوں کو، تو ایک لائن ایسی مقرر کی اُس پر یہ چلے اور عراق میں داخل ہو گئے وہاں فتوحات ہوئیں اِدھر یرموک کی طرف لڑائی جب پڑی ہے اور رُومیوں نے بڑا سخت مقابلہ کرنے کی تیاری کی تو تین جگہ محاذ کھول رکھے تھے اُردن کی سائڈ میں اِدھر شمال میں عرب کے یہ شام کا حصہ ہے اُس میں، تو ایک جگہ سوچا کہ یہاں زیادہ زور دیا جائے وہ یرموک کی جگہ تھی حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی جگہ عراق میں تو کسی اور کو کر دو اور تم یہاں پہنچو۔

یہ وہاں سے جب روانہ ہوئے ہیں تو پھر فاصلہ کافی تھا لیکن فوراً پہنچنا تھا تو وہ تو بہت تیز رفتار سفر کیا ہے ایک جگہ راستے میں ایسا علاقہ تھا بہت بڑا کہ جہاں اگر منزل تک پہنچنا نہ میسر آ سکے تو بلا پانی کے بلا دانے کے آدمی وہاں ختم ہو سکتے تھے، اِنہوں نے کہا چلو تو کسی نے کہا کہ یہ ایسے ہی راستہ ہے اِس طرح کا اُنہوں نے کہا کوئی نہیں چلتے ہیں اور چلتے رہے ہیں جس وقت سے دن میں چلنا شروع کیا ہوگا رات کو بھی آرام نہیں ملا کہا بس چلو آگے وہ صبح کو وہاں پہنچے ہیں جہاں پہنچنا تھا اور ایک جملہ بھی اُنہوں نے کہا کہ صبح جب ہوتی ہے تو رات کو سفر کرنے والے اپنے سفر پر خوش ہوتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں کہ ہم نے بہت اچھا کیا کہ رات کو سفر کر لیا عِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرْعَةَ یہ جملہ اُن کی زبان سے نکلا تھا وہ مَثَل کے طور پر بھی استعمال ہونے لگا اور تھی تو نثر مگر یہ نظم کے اَنداز میں ایک مصرع بھی بن گیا اور سچ مُچ ایسے ہی ہوا اور وہاں جا کر پھر اِنہوں نے بڑے زبردست کام کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے اِن سے کام لیے ہیں اُسی میں تھے کہ حضرتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اِن کو غلبہ عطاء فرمایا اور اِن کے بنائے ہوئے (جنگی) نقشے اور منصوبے چاہے خطرناک بھی ہوں اُس میں کامیابی بہر حال ہوئی اور خطرناک سے خطرناک تر چیزوں میں یہ مطمئن رہے ہیں اور خدا نے اِنہیں ہر جگہ غلبہ عطا فرمایا سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ یہ اللہ کی طرف سے ایک لقب اُن کو ملا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعاء.............